کربلا کا افسانۂ غم

آسماں را حق بود کہ خوں ببارد زمیں

ناصرؔ کے دستگیر امام حسنؑ حسینؑ
سب مرشدوں کے پیر امام حسن حسین

فردوسِ شہادت

مصنفہ

حضرت جامع کمال مولانا مولوی شاہ محمد شفیع ناصرؔ
حنفی چشتی صابری قادری رامپوری بضلع سہارنپور ثم البریلوی
حسب الارشاد بیضِ الملت ۱۳ ۱۳ھ ابو الغفران الحاج حضرت مولانا شاہ
فیضان احمد خواجہ صاحب بصرفِ کثیر شوکتِ طبع سے دیگر نظمیں شامل کرکے آراستہ
کیا۔ اور احقر نوید احمد ولد خلف حضرت عزیز احمد نے
صاحب تشنہ کام جام معرفت کیلئے بصیرت افروز کیا

قیمت ۲ دو روپے بے مایہ کو مفت

قیمت صاحب استطاعت سے ایک روپیہ آٹھ آنے اہل علم و ذوق نادار کو مفت

(بابِ الاسلام پریس کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ شہادت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام

از حضرت ناصر الاسلام رح

ناصر جہان سے آج ہے رحلت حسین کی
اب حشر تک حرم سے ہے فرقت حسین کی

پڑھکر لکھوں سلام شہادت حسین کی
کرتی ہے دل کے ٹکڑے شہادت حسین کی

دستِ حسین میں ہے جو دستِ خدا کا زور
ظاہر ہے دو جہاں میں شجاعت حسین کی

پیارا خدا کا سبطِ نبی ابنِ مرتضیٰ
کس سے ادا ہو مدح و نجابت حسین کی

بزمِ حرم کی شمع ہے قندیلِ عرش ہے
حسنِ ازل ہے حسنِ شرافت حسین کی

سب کاملوں کے واسطے ماہِ کمال ہے
سب فاضلوں جان فضیلت حسین کی

جنت میں غلغلے ہیں تو طوبیٰ پہ تذکرے
کیا کیا ہے اوج موج پہ رفعت حسین کی

جلوت اگر ہے جلوہ گہہ حسنِ لم یزل
معمور معرفت سے ہے خلوت حسین کی

ملتی وہ پھول تجھ سے ہے شرفِ عالمِ صفات
کھلتی ہے برملا یہ شرافت حسین کی

سر تا بپا مرقعِ حسنِ رسول ہے
رؤیت حبیبِ حق کی ہے رؤیت حسین کی

پڑھتے سبھی ہیں نام امامِ حسین کا
وردِ زباں ہے سب کے سخاوت حسین کی

تھا عام خلق پر کس و ناکس سے آپ کا
خیر الوریٰ سے ملتی تھی سیرت حسین کی

وہ شان و منزلت وہ علوِ مقام تھا
کرتے تھے جبرئیل بھی خدمت حسین کی

رکھتے رسول آپ کو تھے دوشِ پاک پر
اس درجہ تھی حضور کو الفت حسین کی

ایمان و دین کی جان ہے جب حُبِّ اہلِ بیت
رکھیے مدام دل سے محبت حسین کی

نورِ محمد ہے حسنِ ازل خدا وہ ابد
معلوم بھی ہے تم کو حقیقت حسین کی

تھے نازنین اداۓ تبسم پہ شیفتہ — جان اہلِ نازکی تھی نزاکت حسین کی
دنیا میں نامور وہ عرب کے جو تھے فصیح — ہوتے تھے گنگ سن کے فصاحت حسین کی
کیونکر لقب نہ شاہِ شہیداں ہو آپ کا — گویا ہے ہر شہود شہادت حسین کی
نورِ نظر علی کا ہے لختِ دلِ نبی — کر اپنے جان و دل سے تو مدحت حسین کی
جانِ علی ہے جانِ نبی جانِ فاطمہ — کیا کیا بیاں کیجئے عظمت حسین کی
اعدا بھی جانتے تھے نواسا نبی کا ہے — مدِ نظر تھی پھر بھی عداوت حسین کی
نورِ خدا نبی تھا نبی کا وہ نور تھا — کی ہائے ناریوں نے نہ حرمت حسین کی
تھا دُرِ بے بہا صدفِ کائنات کا — بدگوہروں نے سمجھی نہ قیمت حسین کی
ٹالا اگرچہ جنگ کو لیکن ٹلے نہ وہ — سمجھے تھے فرضِ عین ہلاکت حسین کی
سمجھایا اشقیا کو کہ سبطِ نبی ہوں میں — مانی نہ پر کسی نے نصیحت حسین کی
تیرِ ستم سے اصغرِ معصوم ہوا ہلاک — پیاسی مٹے وہ گود میں صورت حسین کی
کہتے تھے شاہ لاشۂ اکبر پہ رو کے یوں — پر نور تھی تجھی سے بصارت حسین کی
ہو کے پیاسے اکبر و اصغر ہوئے شہید — بے دولتوں نے لوٹ لی دولت حسین کی
اصغر کا داغ اکبر و عباس کا قلق — کس طرح ہو بیاں نہ حالت حسین کی
قاسم سے نوجواں کے صدمے نے توڑ دی — کیا کیا نہ ہائے پشتِ حمایت حسین کی
بیٹے بھتیجے یار و برادر ہوئے شہید — باقی رہی ہے ایک شہادت حسین کی
شمشیر و تیر و خنجر سے سب ہو گئے شہید — آخر ہوئی تمام جماعت حسین کی
حر کی طرح نہ شاد ہے گلزارِ خلد میں — کی جس نے رزم گہہ میں حفاظت حسین کی
تنہا جو رہ گئے تو کہا موذیوں سے یوں — لو اب بھی مان جاؤ ہدایت حسین کی
میں سرو نازِ گلشنِ حسنِ رسول ہوں — مرغوب کیوں ہوئی تمہیں غربت حسین کی
دیکھو تو آنکھ اٹھا کے ذرا نانا جان ادھر — صورت ہے نانا جان کی صورت حسین کی
ہیں ابنِ مرتضیٰ میں ہوں ابنِ فاطمہ — ہے طاعتِ رسول اطاعت حسین کی
دوری غمِ حسین سے دوری ہے خدا کی — قربت حبیبِ حق کی ہے قربت حسین کی
دیکھو تم امتی ہو مرے نانا جان کے — کرتے ہو کیوں پسند اذیت حسین کی

جائے ستم ہے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر — دنیا وروں کے واسطے بیعت حسین کی
میں آئینہ ہوں جلوۂ حسنِ رسول کا — دل میں نہ تم بٹھاؤ کدورت حسین کی
لیکن نہ باز آئے وہ جنگِ امام سے — تھی موذیوں کے دل میں عداوت حسین کی

مطلع ثانی

دیکھو تم اُمتی ہو میرے نانا جان کے — کرتے ہو کیوں پسند اذیت حسین کی

لیجائے گی بہشت میں چاہت حسین کی — دکھلائے گی خدا کو محبت حسین کی
مقہورِ ایزدی ہے وہ مردود سرمدی — دل میں نہیں ہے جس کے محبت حسین کی
رات کو چلے تو کہتے تھے خیمہ میں اہلِ بیت — رکھیو خدا تو جان سلامت حسین کی
لب تشنگی سے خشک تھے اور دل کباب تھا — روتا تھا چرخ دیکھ کے نکبت حسین کی
اللہ رے ستم کہ نکلنے کو جا نہ تھی — وہ چار سو سے کی تھی جراحت حسین کی
اُن اشقیا کو رحم نہ آیا کسی طرح — روئے وحوش دیکھ کے غربت حسین کی
بچے بلک بلک کے جو روتے تھے پیاس سے — بے چین و مضطرب تھی طبیعت حسین کی
تھا صبر کا یہ حال کہ اف بھی نہ لب پہ تھی — یارب نصیب کر ہمیں طینت حسین کی
دنیا کی سختیوں پہ کرو صبر دوستو — یہ برگزیدہ رسم ہے سنت حسین کی
یہ صبر اک کلید ہے قفلِ حشر کی — خصلت پیمبروں کی ہے خصلت حسین کی
تنہا تھے اور لاکھوں سے لڑتے تھے بے خطر — ہمت حسین کی تھی یہ جرأت حسین کی
ہوش و حواس فوجِ عدو کے ہوئے ہوا — سب کانپتے تھے دیکھ کے صولت حسین کی
پتا ہر اک لعین کا بہا ہو گئے آپ آپ — لشکر کے دل پہ چھا گئی ہیبت حسین کی
اُڑ گئے ہوش اُڑ گئے اعدا کے رنگِ رخ — بدلا جو جوشِ غیظ میں رنگت حسین کی

جس وقت غلبہ کرتے تھے ہر سو سے اشقیا
بڑھتی تھی اور قوت ہمت حسین کی

یہ غل مچا کہ ایک گرا اور سرا پڑا
یہہ گل کھلا رہی تھی شجاعت حسین کی

اعدائے دین گرے لے خاک و خون میں
اعجاز سکے آئی تھی قوت حسین کی

ہل چل سے فوج کی تھا قیامت کا سامنا
سکے جما رہی تھی یہہ سطوت حسین کی

ایک ایک وار میں تھے ہزاروں کے سر قلم
محشر نما تھی تیغ کرامت حسین کی

تھا لطف یہ کہ فوج سے اعدا کی رزم میں
کلمہ پڑھا رہی تھی شجاعت حسین کی

دل کانپتے تھے پاؤں لرزتے تھے فوج کے
یہہ شوکت خدا تھی کہ شوکت حسین کی

اعدا کی زور ضعف سے حالت ہوئی تباہ
زوروں پہ جب گھڑی ہوئی قوت حسین کی

تھا جنکے سر پہ سایہ فگن لطف ایزدی
کرنے لگے وہ آ کے حمایت حسین کی

راضی تھے وہ رضائے الٰہی پہ جنگ میں
تھی مرضی اللہ میں راحت حسین کی

اے شمر بند کر دیا آل نبی پہ آب
اے روسیاہ خوب کی دعوت حسین کی

لو آب و دانہ بند کرے فوج اشقیا
اور دور دور رنج و غم ہو معیشت حسین کی

ہیہات خاک و خون میں ملی جور شمر سے
ہم شکل مصطفےٰ ہی تھی جو صورت حسین کی

جنت سے آئیں دوڑی پریشان فاطمہ
ہونے کو جب تھی رن میں شہادت حسین کی

پردے میں خاک کے وہ چھپی آج ہائے ہائے
جو رشک آفتاب تھی طلعت حسین کی

ترسا کے آب و دانہ سے مارا امام کو
امت نے خوب مانی امامت حسین کی

کر دیا بھوک پیاس کو روتے ہیں زار زار
جن مومنوں کے دل میں ہے الفت حسین کی

اللہ رے جور و ظلم فلک کیوں نہ آ پڑے
کوچہ کوچہ پھرتی ہے عترت حسین کی

نیزے پہ رکھ کے سر کو لیے کو بکو پھرا
ظالم نے کی لولا کے یہہ حرمت حسین کی

لوٹا اثاثہ خیمہ جلا دیا امام کا
مومن ضرور کہیں گے مصیبت حسین کی

اللہ رے ظلم دشمنوں نے لوٹی ردا چھین
بانو سکینہ صاحب عصمت حسین کی

جب مونس و رفیق نہ زندہ کوئی رہا
کی بیکسی نے آ کے رفاقت حسین کی

ہے شان لکھا ہے کہ طیبہ کو چھوڑ کر
ہو کربلا کے دشت میں تربت حسین کی

تربت کے قافیہ میں پڑھو ناصر ایک غزل
رو رو کے یاد آتی ہے تربت حسین کی

غزل

قبلہ ہے عاشقوں کا جو صورت حسین کی
زندہ دلوں کا کعبہ ہے تربت حسین کی

فیضانِ معرفت کا چمن ہے ہرا بھرا
مخلوق جس کو کہتی ہے تربت حسین کی

جس نور کا تجلی ذاتی ہے نام پاک
لاریب وہ تجلی ہے تربت حسین کی

ہے فرشتوں میں شور تو ہے عرشیوں میں غل
شہرت پذیر سب میں ہے تربت حسین کی

مومن یہ کہتے ہیں زیارت کے شوق میں
بن جائے پتلی آنکھ کی تربت حسین کی

گل گل شگفتہ ہے گلِ مقصودِ عارفاں
گلبانگ زن ہے بلبلِ تربت حسین کی

جبروت کا مقام کہ لاہوت کی ہو سیر
مرکز ہے ایک ایک کا تربت حسین کی

آئی مشامِ جان میں کیا کیا شمیم عفو
رحمت ہے کبریا کی کہ تربت حسین کی

ہے آبروئے حور و ملک اس کا رنگ و بو
عشرت کدہ ہے خلد کا تربت حسین کی

تربت کسی ولی کی ہو یا قطب غوث کی
ہے پیشوا تمام کی تربت حسین کی

زینہ ہے یہ عروجِ الی اللہ کا مومنو
پہونچائے تم کو عرش پہ تربت حسین کی

اورنگ ہے شہنشہِ ملکِ جلال کا
نیرنگِ حال و قال ہے تربت حسین کی

کیا کیا نہ نکلیں حسرت و ارماں کے حوصلے
جب جلوہ گر ہو سامنے تربت حسین کی

نرگس ہے خیرہ چشم تو بیکل ہے ہر کلی
گل چاک چاک دیکھ کے تربت حسین کی

ہے آبروئے حسن سے ہر شاخِ گل نہال
ہر سمت جلوہ ریز ہے تربت حسین کی

پتلی علی کے آنکھ کی ہے مرقدِ حسین
زہرا کے دل کا ٹکڑا ہے تربت حسین کی

سیر و سلوک ہو کہ فنا و بقا کی سیر
رہبر ہے راہِ قرب کی تربت حسین کی

باطن میں آب و رنگ ہے دار السلام کا
ظاہر میں کربلا میں ہے تربت حسین کی

گل لیکے اپنی چونچ میں پھرتی ہیں بلبلیں
باغِ جہاں میں ڈھونڈتی تربت حسین کی

باآبرو کس لئے بحرِ فرات ہو
ساحل پہ جلوہ ریز ہے تربت حسین کی

وہ گل کھلے کہ پڑھنے لگیں بلبلیں درود
ہے غیرتِ بہار وہ تربت حسین کی

کیونکر نہ ادن کا گنبد گردوں ہو سائبان
عشق علی کہ اُمت تشنہ کے واسطے
ہستی کے گلستاں کا نہ لے نام عندلیب
ماتم میں گرم خیز ہوں کیونکر نہ حسر تیں
یہاں جلوہ ریز شاہد توحید کیوں نہ ہو
آئینہ دار بزم شہود وجود ہے
رو دیا جو ہجر شہ میں تو رحمت نے دی ندا
تاریکیاں ہیں ارض و سما کی اسی سے دور
سب اولیا کی آنکھ کا تارا اسے کہوں
حاضر ادب سے ہو کے تو کر اقتباسِ نور
کیوں مشک بیزیوں کی نہ ہو دھوم تا فلک
چھاتی سے اپنی کاش لگائے رکھوں اسے
نظارہ اسکا دیدۂ باطن کا نور ہے
حوریں یہ کہہ رہی ہیں مانندِ نو عروس
یارب وہ دن کبھی ناصر خستہ کو ہو نصیب
ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے جگر آہ کیا کروں!
یارب بہشت میں ہو میسر لبِ فنا
عاجز فقیر بیکس و بے بس ہوں یا خدا
احباب دیار اور ہوا خواہ و منتسب
احباب شادماں ہوں تو اعدا ہوں سرنگوں
یارب کرم سے تیرے تصدق حسین کا

فرشِ زمین کا عرش ہے تربت حسین کی
کوثر کا ایک چشمہ ہے تربت حسین کی
گلریزیوں پہ آئے جو تربت حسین کی
مرقد حسین کا ہے یہ تربت حسین کی
خلوت کدہ احد کا ہے تربت حسین کی
دیکھو مری نگاہ سے تربت حسین کی
فردوس مغفرت کی ہے تربت حسین کی
قندیلِ عرشِ نور ہے تربت حسین کی
کالبدر فی النجوم ہے تربت حسین کی
قبہ ہے کاخ قدس کا تربت حسین کی
نافِ زمیں کا نافہ ہے تربت حسین کی
پہلو میں چاہئے دل بھی ہو قربت حسین کی
راحت دل و جگر کی ہے تربت حسین کی
پھولوں میں ہے سجی ہوئی تربت حسین کی
آنکھوں سے جا کے دیکھے وہ تربت حسین کی
آتی ہے جبکہ یاد مصیبت حسین کی
قربت حسین کی ہے صحبت حسین کی
حاصل ہو مجھکو دولت قربت حسین کی
باغِ بہشت پائیں بدولت حسین کی
ہو دل میں مومنوں کے محبت حسین کی
ناصر کو ہو نصیب زیارت حسین کی

غزل در منقبت سید الشہداء حضرت امام حسن و امام حسین علیہ السلام

راز قربت رتبۂ حسنین کا ناصر سے پوچھ
ایک جانِ مرتضیٰ ہے ایک جانِ مصطفیٰ

ناصر کے دستگیر امام حسنؑ حسینؑ — سب مرشدوں کے پیر امام حسنؑ حسینؑ
اکرام میں امیر امام حسنؑ حسینؑ — اخلاق میں فقیر امام حسنؑ حسینؑ
اخلاق میں سخا میں مروت میں جود میں — بے مثل و بے نظیر امام حسنؑ حسینؑ
اوجِ فروغِ حسن میں انوارِ قدس میں — رشکِ مہِ منیر امام حسنؑ حسینؑ
بخشش وہ عام ہے کہ لٹاتے ہیں بے دریغ — ہر دم زرِ کثیر امام حسنؑ حسینؑ
ایسے سخی ہیں لعل و گہر سے فقیر کو — کر دیتے ہیں امیر امام حسنؑ حسینؑ
از روئے کشف رحمتِ عاصی کے حال سے — ہیں واقف و خبیر امام حسنؑ حسینؑ
یہ یاد رکھ کہ ظاہر و باطن میں لا کلام — بیکس کے ہیں نصیر امام حسنؑ حسینؑ
لختِ دلِ علی ہیں نبی کے ہیں نورِ عین — اور قدرتِ قدیر امام حسنؑ حسینؑ
ہیں عالمِ حقیقت و ملکِ مجاز کے — اسرار سے خبیر امام حسنؑ حسینؑ
ہو کیوں نہ سید الشہدا آپ کا لقب — ہیں صاحبِ سریر امام حسنؑ حسینؑ
رتبے میں ہیں صغیر سبھی اولیائے عصر — اور سب سے ہیں کبیر امام حسنؑ حسینؑ
کیونکر مزا نہ آئے کہ فرماتے ہیں کلام — مانندِ شہد و شیر امام حسنؑ حسینؑ
معذور پر رحیم ہیں بے کس کے کارساز — مغرور سے نفیر امام حسنؑ حسینؑ
دیکھا نہ چشم نے نہ سنا گوش نے کبھی — ہیں نور دل پذیر امام حسنؑ حسینؑ
جاری زباں پہ کلمہ تمہارے طفیل سے — ہو تا دمِ اخیر امام حسنؑ حسینؑ
دارین میں ہے تم سے مدد کا امیدوار — یہ ناصرِ حقیر امام حسنؑ حسینؑ

غزل در منقبت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب
اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ

گوہر ہے علم کانِ جنابِ امیر کا — اللہ رے رتبہ شانِ جنابِ امیر کا

جس نے کہ دم میں قلعۂ خیبر گرا دیا — ایک تیر تھا کمانِ جنابِ امیر کا
وہ خُلد جس پہ حضرتِ رضواں کو ناز ہے — ہے پھول گلستانِ جنابِ امیر کا
آدم تلاشِ جنس میں نکلا جو خُلد سے — دلّال تھا دکانِ جنابِ امیر کا
رجعت جو آفتاب نے وقتِ غروب کی — وابستہ تھا بنانِ جنابِ امیر کا
جس کا خدا نے رکھا ہے عرشِ بریں لقب — زینہ ہے وہ مکانِ جنابِ امیر کا
سایہ جس آفتاب کا ہے مشرقین پر — پرچم ہے وہ مکانِ جنابِ امیر کا
نعمت کے جس بساط پہ رضواں کو ہے گھمنڈ — ہے ایک ریزہ خوانِ جنابِ امیر کا
رُوح الامیں کا قربتِ حق میں ہے راہبر — کیا رتبہ پاسبانِ جنابِ امیر کا
انجم اگر ہے دانہ تو ہے کہکشاں گیاہ — رہوارِ خوش عنانِ جنابِ امیر کا
اُمت کے دوش پر ہے فتوحاتِ دیں ہے — اک بار امتحانِ جنابِ امیر کا
ہو داستانِ حُسن سے فرصت کہاں مجھے — شیدا ہوں داستانِ جنابِ امیر کا
ہر گل میں دیکھتے ہیں جمالِ خدا نما — کیا ذکر عاشقانِ جنابِ امیر کا
سگینۂ فلک بھی ہے ادنیٰ سا بلبلہ — دریائے بیکرانِ جنابِ امیر کا
دشمن پہ جا گرا علی اکبر دیرو کتا — تھا شیر نیستانِ جنابِ امیر کا
ہیہات خاک و خون میں ملا جورِ شمر سے — ایک ایک لعل کانِ جنابِ امیر کا
ناموسِ اہلِ بیت پہ اے خضر رحم کر — کر خوف عز و شانِ جنابِ امیر کا
لیں تیشۂ یزید سے کٹ جائے ہائے ہائے — ہر سرو گلستانِ جنابِ امیر کا
عینِ شبِ کمال میں ہو جائے منخسف — وہ ماہِ آسمانِ جنابِ امیر کا
دیکھ اے سپہر کس کو ملاتا ہے خاک میں — کر پاس خاندانِ جنابِ امیر کا
مَلنا ذرا تو دیکھ کے روتے حسینؑ پر — دامانِ خوں چکانِ جنابِ امیر کا
تم نے جسے حسینؑ سمجھ کر کیا ہے قتل — وہ جان تھا جہانِ جنابِ امیر کا

ناسخ کی طرح کہتا ہے ناصر بھی فخر سے
بُلبُل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا

غزل دیگر در منقبت حضرت امیر علیہ السلام

پیشوائے اولیا ہو یا علیؑ مرتضیٰ — مقتدائے اصفیاء ہو یا علیؑ مرتضیٰ
محرمِ رازِ خدا ہو یا علیؑ مرتضیٰ — واقفِ سرِّ لقا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
تم رئیسِ اصفیا ہو تم انیسِ اتقیا — تم حبیبِ انبیاء ہو یا علیؑ مرتضیٰ
ہو تم ہی مہرِ تجلّی ہو تم ہی ماہِ صفا — اور تم ہی شیرِ خدا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
جانِ عرفاں ہو تم ہی جانِ رسول اللہ تمہیں — ہاں تم ہی نور الہدیٰ ہو یا علیؑ مرتضیٰ
آپ کی ہے شانِ عظمت یا علی و یا عظیم — عظمت و قدرت نما ہو یا علیؑ مرتضیٰ
منبعِ انوارِ یکتا مظہرِ فیضِ خدا — گلشنِ جود و عطا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
موردِ انوارِ ذاتی مظہرِ نورِ قدم — معدنِ علم و حیا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
قوّتِ حق ہے تمہاری قوّتِ بازو سے زور — حق کے تم قوّت نما ہو یا علیؑ مرتضیٰ
حدِّ امکاں کو کیا محدود فیضِ عام نے — دونوں کے دو کے پیشوا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
مخزنِ علمِ لدنّی وارثِ فیضِ نجف — بابِ علمِ مصطفیٰ ہو یا علیؑ مرتضیٰ
ہوں مریضِ لادوا اور ہوں غلامِ پرخطا — پھر وہی حاصل شفا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
سخت ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا — شاد کر دیجے خدارا یا علیؑ مرتضیٰ
ظلمتِ رنج و الم سے دیجیے مجھ کو نکال — چشمۂ آبِ بقا ہو یا علیؑ مرتضیٰ
سخت مشکل میں پھنسا ہے ناصرِ آشفتہ سر — بس تم ہی مشکل کشا ہو یا علیؑ مرتضیٰ

غزل در منقبت امیر علیہ السلام بزبانِ فارسی

چوں نہ نازم در سرم سودائے شیرِ کبریاست — در زمین و آسماں غوغائے شیرِ کبریاست
فرش و عرش و بہشت خلد و ہفت ارض و ہفت چرخ — متکائے مسند و ماوائے شیرِ کبریاست
جن و انس و ہم ملائک ہم وحوش و ہم طیور — عالمِ ارض و سما شیدائے شیرِ کبریاست
خلعتِ توحید خیّاطِ ازل بر دوختہ — ہست زیبا بر قدِ رعنائے شیرِ کبریاست
بر رقابِ اولیاء و اصفیا و اتقیا — پا نہادہ ہمّتِ والائے شیرِ کبریاست

خرقِ من بادا بزیرِ خاک پائے ہر ولی
بگردن ایشان چو زیرِ پائے شیرِ کبریاست

دزد را ابدال سازد رہزنان را رہنما
این علوئے رفعت ادنائے شیرِ کبریاست

بہرِ دانش لحمک لحمی بفرمودہ نبی
نیگر این نیرنگیٔ والائے شیرِ کبریاست

محو در ذاتِ الٰہی روشن از نورِ وجوب
بے تردد نرگسِ شہلائے شیرِ کبریاست

آفتابِ چرخِ وحدت ماہتاب، ورجِ علم
جوشِ بحرِ معرفت دریائے شیرِ کبریاست

ناصرِ بیتاب را در دین و دنیا این بس است
از دل و جان چاکر و شیدائے شیرِ کبریاست

غزل دیگر در منقبت امیر علیہ السلام بزبان فارسی

بسکہ دارم ہوسِ دیدنِ سلطانِ نجف
سرمۂ دیدہ کنم خاکِ بیابانِ نجف

پارہ گردد چو کتاں نامۂ عصیاں یکسر
بر سرِ مہر چوں آید مہِ تابانِ نجف

جانبِ گلشنِ فردوس نگاہے نکند
بلبلے را کہ فتد رہ بگلستانِ نجف

ہیچ از گرمیٔ خورشیدِ قیامت غم نیست
گر شود سایہ فگن سروِ خرامانِ نجف

موج زن چون نشود چشمۂ فیضم بروبر
در دلم ہست نہاں قلزمِ فیضانِ نجف

عشق عزیت صفت کرد ضعیفم چوں مور
چہ کنم گر نروم پیشِ سلیمانِ نجف

آب گشتم ہمہ تن صورتِ جوائے ناصر
تا ببوسم قدمِ سروِ خرامانِ نجف

غزل دیگر در منقبت امیر علیہ السلام بزبان فارسی

اے جمالت مظہرِ انوارِ یزداں یافتم
وائے جبہت مطلعِ خورشیدِ عرفاں یافتم

حبذا شانِ جمال و مرحبا آں رُخت
عارفاں را از ہمہ شوقت غزلخواں یافتم

رو چرا گردانم از مہرت کہ از مہرِ رُخت
یا علیٔ مرتضیٰ من نورِ ایماں یافتم

وہ چہ شانست این کہ اندر کوئے تو بر ہر قدم
اولیا را از تمنت بر خاک غلطاں یافتم

بسملان را دلجوم بسم اللہ آمد بر زبان
کشتگان را بر درت تکبیر گویان یافتم

زاہداں را سالکاں را از وفورِ شوقِ تو
پائے کوباں اشک ریزاں چاک داماں یافتم

تا کجا باشی درونِ پردۂ خلوت نہاں
روئے خود بنما کہ آنرا مہرِ عرفاں یافتم

از ترحم یک نظر فرما بحالِ زارِ من
کز نقابت در جگر صد زخم پنہاں یافتم

تا خیالِ روزِ محشر در دلم بگرفتہ جا
جان و دل را بہر کرمہائے تو نازاں یافتم

ناصرم من یا علی او تا غلام درگہت
رحم کن رحم ترا من رحم رحماں یافتم

جلوۂ حسنِ ازل در دیدہ پنہاں یافتم
گر ز غفلت پردۂ بر روئے امکاں یافتم

واعظاں را از جہالت محوِ دیدارِ الست
صوفیاں را از شرابت مست و حیراں یافتم

شاہِ مرداں شکوۂ دردت چہ آرم بر زبان
در مشامِ جان ز الفت بوئے درمان یافتم

تا شکستم در غمت تسبیح و زنارِ خودی
خویشتن را فارغ از گبر و مسلمان یافتم

از تو حاصل شد مرا نورِ ولایت یا علی
از تو گنجِ فقر را در کنجِ ویران یافتم

دوختم از سوزنِ وحدت چو چشمِ خویش را
ہر طرف حسنِ ترا پیدا و پنہاں یافتم

ہر کسے سرشار از جامِ نگاہِ مستِ تو
من بدورِ نرگسِ تو درد و حرمان یافتم

در گلستانِ جہاں بوئے وفا جستم ولے
مہر ترا ما سہرِ دو عالم مونسِ جان یافتم

باز زد ضربے دگر بہرِ خدا از دستِ ناز
کز برائے گوئے دل زلفِ تو چوگان یافتم

زلف را جا دادۂ بر مصحفِ رخسارِ خود
حیرت است این گردِ قرآں مار پیچاں یافتم

برکشیدم دامنِ دل را چو از دستِ جہاں
ماسوائے دوست را در زیرِ داماں یافتم

در فراقت جان و دل از کیش و ملت فارغ است
در ہوایت درد در پہلوئے ایمان یافتم

عید قرباں آمدہ باز آکہ قربانت شوم
چون شود قربان دل و جاں بر تو قرباں یافتم

خنجرِ نازت حلاوت در دہانِ زخم ریخت
زیں شکر ہر موئے تن را شکر گویاں یافتم

پردہ چوں از چشمِ صورت بیں خود برداشتم
مظہرِ فیضِ ولایت شاہِ مرداں یافتم

از برائے گنجِ قاروں رنج چوں ناصر برم
من درونِ سینۂ خود گنجِ عرفاں یافتم

در منقبت جناب امیر المومنین حضرت علی علیه السلام بر قصیده عرفی

صبح دم چون ز حوادث کده فتنه نویم
ره کشودم به تجلی گهر انوار قدیم

دیدم آزاد گهر هائے فروزان پیکر
صورت جمله با نواح ولایت ترقیم

پیکر با حشم و جاه به چشمم آمد
تاج قربت زده بر تارک عزت و تکریم

اندران جلوه گهه نور نخستین گوهر
زده مهر بفر بود بیم از لطف عمیم

غوثنا سبع ولایت که ولی مطلق
جلوه فرماست درین بارگه ناز و نعیم

آنکه چون داد چنین پایه ورا ایزد پاک
شاه مردان پے اعزاز بخواند از تکریم

هم بلطف و کرمش گفت نبی باب علوم
اندرین پایه مگر نیست ورا هیچ سهیم

مه درخشند بر افلاک هزاران انجم
نور شان جلوه حسن است و مدار تنجیم

قوت دست تعالی ز ازل تا به ابد
شاه اورنگ ولایت بجهان شد تسلیم

نرغا جنت همایون و فروزان اختر
کلک تقدیر چه خوش کرد بنامش تقویم

شد چو آوازه اسمش آویزه گوش هوشم
بفشاندم بمدیحت در از طبع سلیم

فیض قدس است که از کلک چکانم به ثنا
گر ازین تو افزود چنین جاه جسیم

ز مدیح تو پرستم چو عصائے موسی
نے کلکم شده سرسبز نگاه ترقیم

چمن دهر شود در شکے بهار جنت
به بر و ناحیه از گلشن مهرت چو نسیم

بار احسان و نور تو بدوشش فغفور
که به چین میبرد از نافه خلق تو شمیم

شب تاریک و بد جلوه روز روشن
پرتو حسن تو گر کسب کند شمع حریم

گر از گرد رهت شمس ستاند اکسیر
گرچه در اوج کان این همه دارد زر و سیم

در رهت سبزه بر وید چو ره حضرت خضر
بخت سبز است که گل گرد چو گلنار نسیم

بر مزار آستان نظر سعد شود کیوان را
به نویسی چو بر حرکات فلک را تقویم

هیچ ناید به نظر جز شرف طالع تو
چو نویسنده تر از آنچه اهل تنجیم

خادم آستان گر از منطقه بر بست فلک
که ز خورشید زند چتر ترا از تعظیم

چرخ را ذره در گاه تو بخشد اوج
شمس را شمعه کاخ تو فزاید تکریم

به ضیا بخشی عالم ز فروغ قدمت
ذره راه تو بر مهر نماید تقدیم

شده با این همه وسعت کرهٔ افلاک … مرکز دائرهٔ جاه تو چون نقطه جسیم
دهر را گوهر ذاتِ تو سهیلِ تابان … رنگ و بوے ز شرف یافته مانند اویم
کام بخشِ دو جهان شاه شهان فخر زمان … ماهِ حق عزّتِ خورشید بجاه و تکریم
داور بدر قدم سرور برجیس شیم قطعه … خسروِ مهر علم مهر سپهر تعظیم
چرخ گردون بوقارت چو قوی لیّت شود … بسکه تمکین ز تحرک بدو یابد تصمیم
نه نماید ز تغیّر اثرے در عالم … همه عالم شود از فکرِ حوادث بے بیم
دانش آموز عقولی گهر آرائے علوم … جوهر افروز معانی خرد افزائے حکیم
گرگشائی درِ فیضانِ دبستانِ کمال … فنِ حکمت بکنی جوهر کل را تعلیم
دم تدقیق بخشی چو رواج تصدیق … جوهر فروز رائے پذیرد تقسیم
سرفرازد اگر از عقل تو عقل عاشر … زاد طین عقل بده پایه نماید تقدیم
سائل از نسبت رائے تو عقولِ عالی … سفسطه پیش علوم تو بود فهم حکیم
شکل رابع شود از حدس تو شکل اوّل … شکل منتج بوَد از فطرت تو شکل عقیم
گر پذیرا اثرے سامعه از ناطقه اَت … کلماتِ نفسی را نخورد گوش سقیم
نارِ دوزخ شود از قهرِ تو گلزارِ ارم … چمن خُلد ز مهر تو بود نارِ جحیم
جوشنِ دشمنت از پرتو بخت چو کتان … پیکرِ خصم دو پیکر صفت از بیم دو نیم
هفت سیاره بعزم تو نثار گردش … نه فلک پشت دوتا پیش تو بهر تعلیم
فخرِ عربی اگر از مدحت اکبر بود است … که برافراخت درا پایهٔ عزّ و تکریم
مدح سنج تو منِ ناصر بے بال و پرم … اگرم پایه فرازی ز رهِ لطفِ عمیم
چه عجب گر به فرزان گهر جوهرِ من … بفروزد که بخورشید بجوید تقدیم
به منِ ذرّه بدان گونه درنیفی کشا … که به مدحت بچکد از قلم دُرِّ یتیم
همه از یمنِ تو خواهند جواهر بودن … این خزف‌ها که گر فکند بوصفت تنظیم
صورت تو عیهٔ شانِ تو بفرما تبدیل … پیکرِ جوهرش آرا ز رهِ لطفِ عمیم
سرورا مهر بفرما بپذیر این درخواست … که مرا رائے سقیم است و ترا طبع سلیم
از گران سلسلهٔ وصف تو آید بگران … ز تسلسل نبود چاره بغیر از تسلیم
خامهٔ ناصرِ مضطر چه نویسد صفت … زهرهٔ فکر چه مدح تو نماید ترقیم

غوطہ تا چند بفکرت بخورم بحرِ ثنا — کہ بدستم نرسد گوہر ازیں بحرِ عظیم
از دعائے تو گوہر ہائے اجابت تنویر — آرم اندر صدفِ دست ز درگاہِ کریم
چونکہ برتر ز ثنا شانِ ثنایت باشد — میدہم شعر و سخن را بدعایت تتمیم
تا بود گردشِ افلاک برائے انجم — تا شود دورۂ سیارہ جہاں را تنظیم
مر ترا مظہرِ فیضانِ الٰہی گویند — راہِ حق تا کہ نمایند بقدرِ آن عظیم

ناصر تفتہ جگر مظہرِ فیضِ تو بود
فیضِ او جلوہ دہد بر ہمہ از فضلِ کریم

رباعیاتِ ناصر

فیضانِ واسطہ ماکان اللہ کان اللہ

تو ہے اگر اس کا کل جہاں تیرا ہے — یہ کون و مکاں کن و فکاں تیرا ہے
کھل جائے جو تجھ پہ راز فی انفسکم — کیا شے ہے زمین خود آسماں تیرا ہے

ہر گل میں بسی تیری ہوا کی بو ہے — ہر سرو تیرا محوِ کنارِ جو ہے
جس نعرے سے چاردہ طبق گونجتے ہیں — وہ نعرۂ لا الٰہ الا ہو ہے

کیا طور پہ اسے جنابِ موسیٰ دیکھا — اس برقِ نظر کا کچھ تماشا دیکھا
حل عقدہ مشاہدہ نے ناصر یہ کیا — بیشک اسے جس نے کچھ نہ دیکھا دیکھا

تعلیم و تلقین

دل میں جو نہ خاص الفتِ باری ہے — یہ صوم و صلوٰۃ سب ریا کاری ہے
دو ایک خدا کو رکھو دس کی امید — مذہب میں خلوص کی ریا خواری ہے

رباعی

عرفاں کے قدح سے دل کو سیراب بنا
ہو طبع اگر فسردہ سیماب بنا
ہر دم ترا شغل ضربِ اللہ ھو ہو
ہر سانس کو تارِ دل کو مضراب بنا

دیگر

سجدہ میں نظر نظارہ افروز رہے
غفلت کا جو پردہ ہے دوئی سوز رہے
ہر موئے مژہ ہو سوزنِ چشمِ ہوس
بے فائدہ ہے اگر زمین دوز رہے

رباعیات

مذہب و مشرب

ہفتاد و دو ملت سے میں بیگانہ ہوں
اس چشمِ سخن گو کا اک افسانہ ہوں
نے نورِ حرم نہ ظلمتِ کفر سے کام
شمعِ بزمِ احمد کا پروانہ ہوں

دیگر

اصحابِ حبیبِ حق کا شیدائی ہوں
آلِ نبوی کا دل سے سودائی ہوں
مذہب میں مرے فرض ہے حُبِّ حسنین
تفضیلی ہوں اور نہ میں تبرائی ہوں

دیگر

اُلفت ہے نبی کی میرا دین و ایمان
اور حُبِّ نبی ہے میرا تاجِ غفران
لکھوں نام علی نہ ورد رکھوں ناصر
ہے نامِ خدا یہ نامِ پاکِ یزداں

دیگر

گر بلبلِ گلشنِ فصاحت ہوں میں
قمریٔ صنوبرِ بلاغت ہوں میں
جو کچھ مجھے ناز ہو وہ سب زیبا ہے
ناصر بخدا علی سے بیعت ہوں میں

دیگر

حسنین کا جان و دل سے شیدا ہوں میں
حُبِّ نبی و علی کا پُتلا ہوں میں
کیونکر نہ برنگِ شمعِ محفل جلوں میں
صورت کا تولا کی ہیولا ہوں میں

دیگر

حسنین کی جان ہے کہ ہے جانِ علی
حسنین کی شان ہے کہ ہے شانِ علی
کیا لالہ و گل سے مجھ کو مطلب ناصر
آنکھوں میں میری کھلا ہے بستانِ علی

دیگر

پایا نہ کسی سے بھی دلاسا پیاسا
پائے بھی تو چشمِ تر کا کاسا پیاسا
دیتا ہے زباں سے صدا موجِ فرات
دے جان پیمبر کا نواسا پیاسا

دیگر

وہ فاتحِ دروازۂ خیبر آیا!
مفتاحِ خزائنِ پیمبر آیا
بیعت مرے ہاتھ پر اجابت کی ہوئی
جس وقت ید اللہ زبان پر آیا

رباعی

عرفاں کے قدح سے دل کو سیراب بنا — ہو طبع اگر فسردہ سیماب بنا
ہر دم ترا شغل ضرب اللہ ھو ہو — ہر سانس کو تار دل کو مضراب بنا

دیگر

سجدہ میں نظر نظارہ افروز رہے — غفلت کا جو پردہ ہے دوئی سوز رہے
ہر موئے مژہ ہو سوزن چشم ہوس — بے فائدہ ہے اگر زمین دوز رہے

رباعیات

مذہب و مشرب

ہفتاد و دو ملت سے میں بیگانہ ہوں — اس چشم سخن گو کا اک افسانہ ہوں
نے نور حرم نہ ظلمت کفر سے کام — شمع بزم احمد کا پروانہ ہوں

دیگر

اصحاب حبیب حق کا شیدائی ہوں — آل نبوی کا دل سے سودائی ہوں
مذہب میں مرے فرض ہے حب حسنین — تفضیلی ہوں اور نہ میں تبرائی ہوں

دیگر

الفت ہے نبی کی میرا دین و ایمان — اور حب نبی ہے میرا تاج غفرانی
کیوں نام علی نہ ورد رکھوں ناصر — ہے نام خدا یہ نام پاک یزداں

دیگر

گر بلبل گلشن فصاحت ہوں میں — قمری صنوبر بلاغت ہوں میں
جو کچھ مجھے ناز ہو وہ سب زیبا ہے — ناصر بخدا علی سے بیعت ہوں میں

دیگر

حسنین کا جان و دل سے شیدا ہوں میں — حب نبی و علی کا پتلا ہوں میں
کیونکر نہ برنگ شمع محفل جلوں میں — صورت کا تولا کی ہیولا ہوں میں

دیگر

حسنین کی جان ہے کہ ہے جان علی — حسنین کی شان ہے کہ ہے شان علی
کیا لالہ و گل سے مجھ کو مطلب ناصر — آنکھوں میں میری کھلا ہے بستان علی

دیگر

پائے نہ کسی سے بھی دلاسا پیاسا — پائے بھی تو چشم تر کا کاسا پیاسا
دیتا ہے زباں سے صدا موج فرات — دے جان پیمبر کا نواسا پیاسا

دیگر

وہ فاتح دروازہ خیبر آیا ! — مفتاح خزائن پیمبر آیا
بیعت مرے ہاتھ پر اجابت کی ہوئی — جس وقت ید اللہ زبان پر آیا

بے ثباتی

تربت میں نہ کمبل نہ دوشالا ہوگا — لاشہ تیرا خاک کا نوالا ہوگا
کیوں قصر بنا رہا ہے پختہ اک دن — مٹی کی حویلی کا حوالا ہوگا

دُعا

قزاق اجل کا جبکہ آکر لوٹے — سررشتۂ عمر جبکہ تن سے ٹوٹے
یارب بطفیل آلِ پاکِ احمد — پنجے سے نہ پنجتن کا پنجہ چھوٹے

بے ثباتی

کوئی دم میں دم جب یہ جاتا رہے گا — تو ہمدم بتا کس سے ناتا رہے گا
بہن بھائی ماں باپ فرزند و زن سے — سمجھ لے کہ ناتا ہی جاتا رہے گا
یہ ہنسنا ترا باغ عالم میں کھِل کھِل — تجھے بعد مُردن رولاتا رہے گا
سفر جب کرے گا تو دنیا سے غافل — تو بے توشہ جان اپنی کھاتا رہے گا
تو جاگ اُٹھ یہاں خوابِ غفلت سے غافل — تجھے کون واں پر جگاتا رہے گا
تو ہر کام میں رکھ خدا پر نظر کو — وہی ہر بلا سے بچاتا رہے گا
ترا خود ہی ڈنکا بجے گا جہاں میں — جو کوس شریعت بجاتا رہے گا
لگائے گا گر نخل نیکی کا یاں پر — ثمر جا کے جنت میں کھاتا رہے گا

جو کرنی ہے نیکی تو کر جلد ناصر
یہاں کون پھر پھر کے آتا رہے گا

غزل

یاں سے جب مُلکِ عدم تیرا ڈیرا ہوگا — یاد رکھ ہو کے بیابان میں بسیرا ہوگا
کوچ کا جب مرے پیغام اجل لائے گا — زرد خورشید صفت خوف سے چہرا ہوگا

بے بسی ہاتھ ملے گی تری تنہائی پر
بیکسی کا تری تربت پہ جو پھیرا ہوگا

جب گڑھے میں تجھے سب گور کے ڈال آئینگے
حال کیا خوف سے تنہائی میں تیرا ہوگا

شمع اعمالِ نکو ساتھ میں لے او غافل
فعلِ بد کا تری تربت میں اندھیرا ہوگا

جیتے جی کے ہیں یہ سب یار و رفیق و دمساز
بعد مردن بخدا کوئی نہ تیرا ہوگا

سوتا رہ آج پڑا حق میں ترے کل غافل
صبح چاک کفن گور سویرا ہوگا

آج پھولوں کا ترے سر پہ پڑا ہے سہرا
کل ترے رُخ پہ پڑا خاک کا سہرا ہوگا

گور میں جبکہ تو جائے گا بقولِ ناصر
آشنا کوئی ترے ساتھ نہ تیرا ہوگا

باغِ امکاں میں بجز داغِ جگر کچھ بھی نہیں
بلبلیں ہیں نوحہ گر نخل و ثمر کچھ بھی نہیں

کوس رحلت کہہ رہا ہے الرحیل والرحیل
قافلے والو چلو شام و سحر کچھ بھی نہیں

کیسا اورنگِ سلیماں کیسا تاج کیقباد
فوج و لشکر مال و زر تیغ و سپر کچھ بھی نہیں

ہیں پریشاں تربتوں میں موت کے ہاتھوں سے آج
رو رہی ہیں حسرتیں تیر و تبر کچھ بھی نہیں

چار دن کی چاندنی میں کھیل لے اور کود لے
پھر اندھیری رات پھر اے سیمبر کچھ بھی نہیں

گر پڑے برگِ گلستاں آگئی بادِ خزاں
بلبلِ گلبانگ زن برگ و شجر کچھ بھی نہیں

لشکرِ دارا کدھر ہے فوجِ اسکندر کہاں
جاہ و دولت کس کی غافل زور و زر کچھ بھی نہیں

جن کے محلوں میں تھا کل دیبائے سلطانی کا فرش
آج واں جز خاک حسرت سیم و زر کچھ بھی نہیں

قمریاں ہیں نوحہ گر سرو و صنوبر ہیں کہاں
لے اُڑی بادِ فنا یاں خشک و تر کچھ بھی نہیں

میکدے خالی پڑے ہیں دست بر سر رند ہیں
ساقی و صہبا و مینا جام زر کچھ بھی نہیں

نام تھا خُلدِ بریں کل جس مقامِ عیش کا
آج واں زاغ و زغن ہیں بام و در کچھ بھی نہیں

ناصر اکدم کو نہ ہو غافل خدا کی یاد سے
یاں بجز نامِ خدا اے باخبر کچھ بھی نہیں

طلسمِ عبرت ہے سارا عالم گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
کدھر حوا کہاں ہے آدم گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کہاں ہے یوسف کا حسنِ یکتا کہاں ہے آشفتہ سرِ زلیخا
کدھر ہے مجنوں کہاں ہے لیلیٰ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کہاں گیا جامِ جم کا چسکا کدھر سکندر کہاں ہے دارا
کدھر ہے فرعون کا وہ دعویٰ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

وہ عشق کا کس طرف ہے افسوں کدھر ہے فرہادِ چشم پرخون
کہاں ہے شیریں کا لعلِ میگوں گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کدھر ہے طفلی کی وہ شرارت کدھر جوانی کی وہ حرارت
کدھر ہے وہ مہ وشوں کی الفت گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

نہیں ہے ایک حال پر زمانہ بدلتا رہتا ہے جا و دانہ
فسوں ہے اس کا ہر اک فسانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کہاں کی پیری شباب کیسا یہاں برابر ہیں پیر و برنا
سفر ہے درپیش آخرت کا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

رہے گا کب تک تو یار سوتا ہے جاگ بس سو چکا بہت ہا
نہیں ہے کچھ عمر کا بھروسا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

دماغ جن کا تھا کل فلک پر سروں پہ رکھتے تھے تاجِ پُرزر
وہ آج پھرتے ہیں خوار دردر گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

سمجھ ہے گر کچھ بھی تم کو ناصر خدا کی طاعت سے ہو نہ قاصر
مصیبتوں پہ ہو یاں کی صابر گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

ناصر تو کر یادِ خدا اوّل فنا آخر فنا
دل کو نہ دنیا سے لگا اوّل فنا آخر فنا

کیا اعتبار اس عمر کا اور کیا جوانی کا پتہ
بے جا ہے اس پر آسرا اوّل فنا آخر فنا

گو عالم و فاضل بنا عالم کی نظروں میں چڑھا
جز موت کیا حاصل ہوا اوّل فنا آخر فنا

گر زور و زر حاصل کیا غالب زمانے پر ہوا
پر بھی تو کہہ پھر کیا ہوا اوّل فنا آخر فنا

مت کر بدی پچھتائے گا جو کچھ کیا پیش آئے گا
اپنے کیے کو پائے گا اوّل فنا آخر فنا

مت دلبروں سے دل لگا خود دل کا ہے تو دلربا
ہو آپ اپنا آشنا اوّل فنا آخر فنا

کس کا نشہ کاری تو بنا خود صید ہے تو موت کا — گرگِ اجل پیچھے پڑا اوّل فنا آخر فنا
گلشن سے مست دل کو لگا گل بانگ بلبل پر پڑا — ہر برگِ گل کی ہے صدا اوّل فنا آخر فنا
ناصرؔ خدا کا خوف کر صبح و مسا خالق سے ڈر — کر یادِ حق شام و سحر اوّل فنا آخر فنا

ملا دے خاک میں غافل خیالِ حکمرانی کو — نسیمِ صبح کا جھونکا سمجھ لے زندگانی کو
بلائیں لیتی پھرتی ہے فنا صبح و مسا تیری — نشانِ دائمی اپنا سمجھ تو بے نشانی کو
فنا الشیخ الفنا کی آتی ہیں ہر سُو سے آوازیں — تو صرفِ عیشِ دو روزہ نہ کر اپنی جوانی کو
ہوائے دیر و کعبہ میں بھٹکتا ہے عبث انساں — مکانِ دل میں دیکھ اپنے مکینِ لامکانی کو
دفا کیسی خیال و وصلِ شوقِ مہ لقا کیسا؟ — سمجھ بحرِ عدم کا بلبلہ تو زندگانی کو
خیالِ ماسوا اللہ رہا تا خاک میں موسیٰ — سمجھتا صرف طورِ دل پہ رمزِ لن ترانی کو
دوئی کا زنگ اوڑا کر دیکھ لے آئینۂ دل میں — ہو بیاں سرِّ مخفی کو عیاں رازِ نہانی کو
خیالِ یار کیسا اور مجازی آشنا کیسے — ترا پاسِ نفس کافی ہے دل کی پاسبانی کو
نجاتِ ہجاودانی کا ہے گر طالب تو اے ناصرؔ — سمجھ اک کھیل لڑکوں کا طلسمِ دیرفانی کو

سمایا مرشد میں جو وہ سمجھا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں
اُٹھا جو غفلت کا پردہ دیکھا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں
جو دل سے حرفِ دوئی مٹایا خدا کو خود اپنے دل میں پایا
یہ نغمہ ہر سانس نے سنایا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں
لگاؤں کیوں دل صنم بر دل سے بڑھاؤں کیوں ربط دلبروں سے
میں اپنا کیوں ہوں نہ آپ شیدا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں
خودی کا پردہ جو رُخ سے اُلٹا خدائی تھی یا خدا کا جلوہ
عجیب آیا نظر تماشا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں
بہت پھرا در بدر بھٹکتا کھلا نہ مشکل کا عقدہ اصلا
تصورِ شیخ نے بتایا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں
کہاں کا دیر اور حرم ہے کس کا کہاں کا گلشن کہاں کا صحرا
ہیں برزخِ شیخ ہوں سراپا کہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں

میں خاک صحرا میں کیوں اڑاؤں میں آسمان سر پہ کیوں اٹھاؤں
میں کیوں پھروں آہ سرد بھرتا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں

بہت پھرا دربدر پریشان خراب خستہ تباہ و حیران
خودی بھلائی تو صاف دیکھا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں

جو فیضِ مرشد نے رنگ بدلا تو نحن اقرب کا قرب سمجھا
میں آج ناصر ہوں دیکھتا کیا کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں

یہ دو غزلہ دنیا کی بے ثباتی اور نصیحتوں سے لبریز ہے

ہے عزیزو زندگانی چند روز
نکتہ دانی لن ترانی چند روز

میہماں ہے دوسرے عالم کا تو
یاں ہے تیری میہمانی چند روز

ہیں ترے جتنے یہاں یہ جاں نثار
سب کی ہیں باتیں بنانی چند روز

جس گھڑی اُٹھ جائے گا دنیا سے تو
صدمہ ہوگا تیرا جانی چند روز

گر کسی کو تیرا ہوگا کچھ خیال
گائے گا تیری کہانی چند روز

گر رہے گا تجھ سے باقی مال و زر
کھائیں گے یاران جانی چند روز

جان فشان تجھ پہ نہ ہوگا ایک بھی
کیسی ہی کر جانفشانی چند روز

دے گیا سو لے گیا ہمراہ تو
کر لے یہاں پر زرفشانی چند روز

جیسا تو بوئے گا کاٹے گا وہی
بو لے اچھا تخم جانی چند روز

خانقاہ و چاہ و پل مسجد بنا
تا رہے تیری نشانی چند روز

ایک دن ہم تم سبھی ہوں گے فنا
ہے یہ سب قصہ کہانی چند روز

اُڑ نہ جائے گلشنِ عمر نان خیرہ
ہے ہوا دنیا کی کھانی چند روز

ہے تکبر زر پہ غافل کس لئے
ہے یہ دولت آنی جانی چند روز

نام لے اللہ کا بس رات دن
کر عبادت یار جانی چند روز

پھر کہاں تو اور کہاں پاسِ نفس
کر لے اس کی پاسبانی چند روز

نام لو اخلاص سے اللہ کا
نوجوانو ہے جوانی چند روز

پھر کہاں تم اور کہاں ناصر بھلا
کر لو اس کی میہمانی چند روز

غزل دیگر

فاضلو ہے نکتہ دانی چند روز — لن ترانی خوش بیانی چند روز
فکرِ عقبیٰ چاہیئے صبح و مسا — ہے یہاں نوبت بجانی چند روز
حق سے ڈر کر ادا روزہ نماز — جان پر ہے یہ گرانی چند روز
کر عبادت پائے گا تو راحتیں — ہے یہاں محنت اٹھانی چند روز
مال گر رکھتا ہے دے اس کی زکوٰۃ — کرلے تو یہ زر فشانی چند روز
استطاعت حج کی گر رکھتا ہے تو — جا کے پی زم زم کا پانی چند روز
کر کے حج کچھ چند جا اہلِ طیبہ کو تو — دیکھ تو جنّت کی نشانی چند روز
تجھ سے راضی ہوگا خلّاقِ جہاں — خلق پر کر مہربانی چند روز
کیوں حسد کی آگ میں جلتا ہے تو — جب ہے حاسد زندگانی چند روز
قاری و حفّاظ ہیں یہاں جس قدر — سب کی ہے قرآن خوانی چند روز
ہیں کہاں بتلایئے وہ حکمران — کر گئے جو حکمرانی چند روز
اور جو موجود ہیں اہلِ کمال — اُن کی ہے شیریں بیانی چند روز
کیا کیا دنیا میں آکر کیا کیا — خاک چھانی خاک چھانی چند روز

پھر کہاں تو اور کہاں بزمِ جہاں
کرلے ناصر نعت خوانی چند روز

در انکشاف معنی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا

کُنْتُ کَنْزًا کو وہ سمجھیں گے جو ہیں اہلِ شعور — ذات واحد ہوئی کس طور سے گنجِ معمور
کیونکہ واحد پہ روا کنز کا اطلاق نہیں — دخل ہوتا ہے خزانہ میں تعدد کو ضرور
وحدہ ذات خدا ہے کہ ہے شرکت سے بری — بر بکثرت ہیں صفات اور ہے شانوں کا وفور
کوئی ناظر نہ تھا سمجھو نہ یہ مخفیاً سے — نہ خفا یہ کہ کسی گوشہ میں وہ تھا مستور
حُب نے اَحْبَبْتُ کے مصداق دکھا جب جوش — شوق آں اعرف ظاہر ہوا شانِ ظہور

ہے اسی شوق کا ثمرہ فخلقت المخلوق
یعنے عالم کیا پیدا ہوا جیسا منظور

نور سے اہلِ سما خاک سے ارباب زمین
آگ سے خلقت جنات بنائی مغرور

جس طرح باعثِ ایجاد جہاں ہے الفت
خلق بھی اُس کی فقط شان و صفت کا ہے ظہور

اصل تخلیق کی جب الفت و عرفان ٹھہرے
عرض کرتا ہوں اگر عفو ہو میرا یہ قصور

چاہیئے اب کوئی محبوب کہ لاثانی ہو
عارفِ ذات و صفاتِ حقِ یکتا بے غیور

واسطہ خالق و مخلوق کے ہو سکتے سکا
خود بلا واسطہ ہو شمعِ شبستانِ حضور

قبلِ تخلیق جہاں اس نئے ہے دیکھو فخور
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہ کتب میں مسطور

نور سے اپنے جدا نور احد نے کر کے
میم مخلوق ملا کر کیا احمد مشہور

میم مخلوق جو احمد کی کمر میں آیا
اسلیئے لیثت سے ہے خلقِ بشر کا دستور

میم مخلوق کی تخصیص کا ہے یہ باعث
حرفِ اوّل ہی مناسب ہے لیئے اوّل نور

اور چالیس عدد میں ہے یہ ایما مضمر
بعد چالیس برس کے ہو نبوت کا ظہور

پھر کیا نور سے احمد کے ہویدا سب کچھ
ملک و جن و بشر ارض و سما حور و قصور

گو یہ سب نورِ خداوند ہیں پر اک درجہ
اُن کو نزدیکی ہے احمد سے احد ہیں یہ دُور

جلوہ گر جب ہے وہ ہی نورِ قدم ہر شے میں
دل میں انصاف کرو ہو گئے خدا سے ناجور

واسطہ خالق و مخلوق ہیں ہیں احمد پاک
ہم ہیں شامل کچھ کچھ حاصلِ خلاقِ غفور

وقت تخلیط کے ہماری کے بچشم ظاہر
اِکتفا کہنے کو احمد ہوئے حق سے ممور

لِی مَعَ اللّٰہ جو ہے قولِ رسولِ اکرمؐ
اس میں ہے وقت توحد کا سراسر مذکور

پھر اَنَا احمدُ بِلا میم حدیثِ نبویؐ ہے
تو فرمایئے کیا معنی ہیں اے اہلِ شعور

توسن طبع تو جولانی پہ تھا گو لیکن
حکم مرشد ہوا مسطور سے دل میں منظور

روک لے اشہب خامہ کی زمام اے ناصر
بحرِ عرفاں سے سرِ دست ہے دشوار عبور

یہ مقبول قصیدہ حضرت نے ایسی حالت مرض میں تحریر فرمایا تھا جس سے بظاہر جانبری مشکل معلوم ہوتی تھی حق تعالیٰ نے قبول فرمایا فوراً صحت عطا فرمائی۔ اب بھی اس کے پڑھنے سے دعا مستجاب ہوتی ہے۔ مجرب ہے۔

ہوئی ہے بسکہ مری جان پر غم کی طغیانی — مثالِ آئینہ ہوں مبتلائے حیرانی
برنگ کاکلِ خوباں اسیرِ پیچاں پیچ — مثالِ زلفِ بتاں مو بمو پریشانی
عجیب رنگ دکھاتی ہے گردشِ دوراں — وہ پیش آتے ہیں جو ہیں رقومِ پیشانی
صدف کی طرح سے کھایا مدام خونِ جگر — نہیں ہے میرے مقدر میں آبرو پانی
ملا ہے قاسمِ قدرت سے مجھ کو یہ بہرہ — کہ ہاتھ میں مرے پتھر ہو لعلِ رُمّانی
طپش سے دل کی ہے روشن ہمیشہ داغِ جگر — ہوئی نہ اس پہ کبھی چشمِ تر کی بارانی
اگرچہ ابرِ کرم سے ہوا جہاں سیراب — بجھا کبھی نہ مرے دل کا سوزِ پنہانی
اسی بلائے الم میں تھا میں پریشان حال — یہی تھا دل میں مرے اضطرابِ نادانی
ندا یہ ہاتفِ غیبی نے مجھ کو دی ناگاہ — کہ مشکلیں تری حل ہوں گی سب بآسانی
ترا وسیلہ ہے محبوبِ حق شفیعِ امم — کیا اُس کی شان میں تا چند زمزمہ خوانی
سوادِ مردمکِ حور ہو بجائے مداد — منگا لے تھوڑا سا چشمہ سے خضر کے پانی
قلم کے واسطے لے شاخِ نخلِ طوبا کی — پھر اس کی نعت میں کر کلک سے دُر افشانی
وہ مطلعِ نعت میں پڑھ ہو کے با ادب ناصر — کہ گر سنیں تو کہیں اہلِ بزم لاثانی

اسماء الحسنٰی

(منظوم)

یہ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام حضرت ناصر الاسلام مولانا محمد شفیع صاحب خواجہ ناصر کے منظومہ

نہایت ہی سریع التاثیر اور تریاقِ اعظم ہیں جس میں اسمِ اعظم پوشیدہ ہے۔ مولانا سید محمد علی صاحب آثر ناصری دہلوی نے محبانِ سلسلہ کے ذوق کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے آخر میں کچھ اشعار اور اضافہ فرما دیئے ہیں۔ کبھی کبھی ضرور پڑھ لیا کریں۔ بلکہ حفظ کرلیں تو اور بہتر ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے مرے اللہ و رحمٰن و رحیم — اے کریم و اے رحیم و اے حلیم
اے ملک قدوس مومن اے سلام — اے مہیمن اے عزیز و نیک نام
تو ہی خالق تو ہے باری تو رقیب — تو ہی غفار اور قہار و مجیب
تو ہی رازق اور فتاح و علیم — تو ہی جبار متکبر عظیم
تو ہی قابض تو ہی باسط تو بصیر — تو ہی رافع تو علی اور تو کبیر
واحد و ماجد ہے واحد تیری ذات — تو صمد تو مقتدر قادر صفات
تو ولی اور تو حمید اور تو شکور — محصی و مبدی معید اور ہے غفور
تو مصور حاکم عادل اور مقیت — تو وکیل اور تو قوی محیی ممیت
تو معز اور تو مذل اور تو وہاب — تو مقدم تو مؤخر تو تواب
تو حسیب اور تو جلیل اور تو مجیب — تو ودود اور تو متین اور تو شہید
تو ہی خافض تو حفیظ اور تو سمیع — تو ہی باعث تو ہی واسع تو بدیع
حی و قیوم اول و آخر ہے تو — رب و مقسط باطن و ظاہر ہے تو
تو ہی منعم منتقم اور تو ہی نور — تو غنی مغنی رشید اور تو صبور
تو ہی ہادی تو ہی باقی اور ستار — تو ہی وارث اور عفو جمیل و نہار
تو ہی جامع تو ہی نافع دائما — تو ہی مانع اور رؤف اے کبریا
والی اور سبحان اور تو ہی ذوالجلال — تو لطیف اور تو خبیر اور حق کمال
فضل کر بندہ ہوں تیرا اے کریم — کر عطا مجھ کو صراطِ مستقیم
مردِ تسلیم و رضا مجھ کو بنا — عارفانِ حق کی دے محفل میں جا
ساغرِ توحید دے اے ذوالجلال — کر عطا کیفِ محبت با کمال
خادمِ محبوبِ سبحانی ہوں میں — خاکپائے قطبِ ربانی ہوں میں
غوث الاعظم کے تصدق سے اللہ — مستِ وحدت کر مجھے شام و پگاہ

اپنے پیارے غوث کے صدقہ مدام — دین اور دنیا میں کر دے شاد کام
بہرِ آں مخدوم صابر کلیری — معدنِ عرفان و تاجِ سروری
ہو عطا فرمانِ آزادی نصیب — یا غفور و یا کریم و یا مجیب
حضرتِ مولانا ناصر کے طفیل — دور ہوں دل سے مرے دنیا کے میل
خواجہ فیضانِ احمد ذی شرف — حجۃ الخلف و بقیۃ السلف
مجمع اوصافِ خاصانِ خدا — بحرِ تحقیق کنوزِ مخفیہ
عارف و عابد خلیق و پارسا — صوفی و روشن ضمیر و بے ریا
مظہرِ شانِ جلال و ہم جمال — باکمال و خوش مقال و خوش خصال
مرہمِ زخمِ دلِ بیچارگان — منزلِ گم گشتگان و گمرہان
ذاتِ والا اُن کی تا مدت مدید — سایہ گستر ہم پہ رکھ ربِّ مجید
اُن کے اہل و آلِ پاک و خیر خواہ — دین و دنیا میں رہیں خرم سدا
سب مرید اور امتِ خیر الانام — فیض پائے اُن سے تا یوم القیام
عاجز و مسکین ہے یہ بندہ ترا — محوِ نورِ ذات کر اے کبریا

آمین یا ربّ العالمین

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بحقِ رسولِ انام — جنابِ محمد علیہ السلام
بحقِ بتولِ شہِ دوسرا — بحقِ ہمہ انبیاء و اولیاء
بحقِ امام حسین و حسن — بحقِ دلِ عابدِ پُر محن
بحقِ خلوصِ دلِ چار یار — بحقِ امامانِ اہلِ وقار
مجھے اپنا تو عاشقِ زار کر — مئے حبِ وحدت سے سرشار کر
لبِ گور تک محوِ حبِ نبیؐ — مجھے رکھ مری آرزو ہے یہی
دکھا دے مجھے اے مرے ذوالجلال — وہ مکہ مدینہ مقامِ جمال
اگرچہ میں عاصی ہوں ناپاک ہوں — گنہگار ہوں بدتر از خاک ہوں

گنہ ایسے میں نے کیئے لا کلام — کہ گویا سراپا گنہ ہوں تمام
مگر تیرے الطاف پر ہے نظر — کرم پر بھروسہ ہے شام و سحر
توقع کا میری سبب ہے یہی — کہ خیر اور شر میں نے دیکھے سبھی
لطافت کثافت پہ ڈالی نظر — ہر اک پاک و ناپاک کی لی خبر
یہ دیکھا کہ خورشید عالی مقام — ہر اک شے پہ پرتو فگن ہے مدام
شعاع اس کی پڑتی ہے جب خاک پر — تو پڑتی ہے ہر اک پاک و ناپاک پر
اسی طرح اے میرے مولا ذرا — مجھے بھی تو کچھ اپنا جلوہ دکھا
شریعت طریقت حقیقت کا نور — مرے دل میں بھر میرے ربِ غفور
منور ہو دل نورِ عرفان سے — معطر ہو جاں عطرِ ایمان سے
مرا خاتمہ ہو الٰہی بخیر — بجز تیرے دل میں نہ ہو یادِ غیر
نہ ہو جاں کنی کی اذیت مجھے — نہ ہو موت کی کرب شدت مجھے
نہ سختی سے نکلے مری روح پاک — رہوں چین و آرام سے زیرِ خاک
نہ ہو قبر میں بھی الٰہی عذاب — ترا فضل مجھ پر ہو واں بے حساب
قیامت کے دن بھی کرم کیجیو — بہشتِ بریں میں جگہ دیجیو
گنہگار عاصی ہوں میں روسیاہ — گناہوں کے اندر خراب و تباہ
میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا — میں بردا ہوں تیرا تو آقا مرا
تو صاحب ہے میرا میں تیرا غلام — مجھے تو نے پیدا کیا لا کلام
تجھے چھوڑ کر اب کہاں جاؤں میں — بھلا تجھ سا آقا کہاں پاؤں میں
خدائی کا صدقہ خدائے کریم — مجھے مت دکھانا عذابِ جحیم
مری عیب پوشی ہی کیجیو سدا — یہاں اور وہاں خیر سے رب العلا
مرے دوست اور آشنا یار دغار — عزیز و اقارب میرے غمگسار
ہوا خواہ اور سب مرے منتسب — نہ ہوں تیرے مغضوب اے میرے رب
رہیں دین و دنیا میں با آبرو — نہ ہو واسطہ ان کو غم سے کبھو
مجھے قرب اپنا عطا کر خدا — میں بندہ ہوں ناصر ترا پُر خطا
الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رو کنی در قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسول

عالم عدم ھو ھو ھو

وہ کیا عالم تھا جب نظارہ وقفِ چشمِ حیراں تھا
فقط وحدت کا جلوہ تھا ظہورِ نورِ یزداں تھا

نہ یہ کثرت کی کثرت تھی نہ یہ امکاں کا امکاں تھا
شیوعِ لمعۂ فی کلِّ شانٍ ھو فی شان تھا

نہ صادق صدقِ یزداں تھا نہ کاذب کذبِ یزداں تھا
بس اک اللہ اللہ خلوتِ ساذج کا ساماں تھا

جہنم تھا نہ جنت تھی نہ یہ گردونِ گرداں تھا
نہ سیرِ باغِ عنصر تھی نہ طیرِ طائرِ جاں تھا

نمودِ صبحِ صادق تھی نہ چاکِ صبحِ خنداں تھا
گریبانِ شبِ مقصود کا داماں ہی داماں تھا

ہیولا تھا نہ صورت تھی نہ معنون تھا نہ عنواں تھا
وجوبِ جلوۂ انّی انا اللہ نغمہ ریزاں تھا

نہ الفت غازہ کش تھی اور نہ رنگِ حسنِ جاناں تھا
چراغ افروز گرمیہائے صورت آپ یزداں تھا

شبِ مہتابِ احدیت سے روشن روئے ایقاں تھا
جمالِ مصحفِ رخسارِ وحدت آپ قرآں تھا

نفسِ انعدام ضمن کے ہاتھوں سے نالاں تھا
وہ نفیِ غیر تھی خود غیرِ غیریت کا ساماں تھا

وجودِ ہستیٔ اعیاں بھی غیبت سے شاداں تھا
تحیر کے تحیر سے وہاں عالم پریشاں تھا

نہ تھے واں حضرتِ ناصر نہ شورِ نظمِ سحباں تھا
گلستانِ ازل میں طائرِ وحدت غزلخواں تھا

دلیل لمّی و آنّی کا کچھ چرچا نہ تھا واں پر
نہ تھی برہانِ سلّم اور نہ یہ سلّم کا تبیاں تھا

نہ منقولات کی شہرت نہ معقولات کا چرچا
مرادف ہر ردیفِ توسنِ شبہائے حیراں تھا

نہ کم منفصل تھی اور نہ کم متصل تھی واں
نہ کیفیت کا شہرا تھا نہ کمیت کا افغاں تھا

بس اک دہر مسمّٰی تھا ظہورِ اسمِ ہستی تھی
مسمّٰی خود ہی ایوانِ عدم کا طاقِ نسیاں تھا

بعینہٖ خود صباحت ریز شوقِ مے پرستاں تھی
نہ ساقی تھا نہ صہبا تھی نہ ذکرِ بزمِ رنداں تھا

فنا کے گلشنِ ہستی تھی بس ہستی سے بے ہستی
مجازِ عالمِ حسرت میں حسرت تھی نہ ارماں تھا

بجز زلفِ سیاہِ سنبلِ ایجادِ تکوین سے
نہ کاکل تھی نہ طرہ تھا نہ پیچِ عشقِ پیچاں تھا

رخِ حسن و تعشق کا نہ تھا یہ رنگِ نیرنگی
فقط وہ شاہِ وحدت اپنے اوپر آپ قرباں تھا

تماشا گاہِ یکتائی تھا حسنِ شاہدِ وحدت
دوئی کا مرغ گمنامی کے گلشن میں غزلخواں تھا

گلبگار تماشائے رخِ وحدت نہ تھا کوئی
وجودِ مطلوب و طالب تھا وہ اپنا آپ خواہاں تھا

ہیولا بھی نہ تھی جلوۂ رخسار صورت تھا
نہ صورت رنگ ریزِ معرفت تھی اور نہ عرفاں تھا

Scanned with CamScanner

اب اللہ تعالیٰ کہاں ہے

میرا رب جلوہ آرا برسر عرش تجلیٰ ہے　　یہاں ہے اور وہاں ہے اور ہر بالا سے بالا ہے
کبھی ہے نور کعبہ کا کبھی ہے دیر کا شعلہ　　کبھی برق تجلی ہے کبھی خلد تماشا ہے
ہر اک پردہ کے اندر ہے ہر اک پردہ سے باہر ہے　　عجب پردہ نشیں ہے کیا تماشے کا یہ پردا ہے
زمیں میں ہے زماں میں ہے مکیں میں لامکاں میں ہے　　وہ شوخی کا ہیولا ہے وہ نیرنگی کا پتلا ہے
رگِ جاں سے زیادہ جب قریں ہے اپنے بندوں کے　　تو پھر معبود میں عبدیت کے کیوں دوئی کا غوغا ہے
وہی اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر　　وہ نیرنگ غیر ہے وہ ہرجائی ہے ہر جا ہے
نہ سمجھو موج دریا کو جدا دریا کے پہلو سے　　جو قطرہ مل گیا دریا میں وہ دریا ہی دریا ہے
نہ کیوں قربت کی لذت اُسکے جانبازوں کو ہو حاصل　　وہ جانِ جانِ جاناں نحن اقرب آپ گویا ہے
جہاں دیکھا نگاہِ دل سے پایا وہ وہیں ہم نے　　ہر اک پردہ میں بے پردہ جمالِ شان ہوا ہے

وہی ہے ادھی ہوگا نہ ہوگا کچھ سوا اس کے
جو ہے پیشِ نظر ناصر یہ سب دھوکا ہی دھوکا ہے

ھُوَ النَّاصِر

گو کت گو کت جنگل جنگل ڈھونڈھ پھرت ہوں بن بن میں
ہردے مورے مندڑیا چھا دت پیا براجت انکھین میں
ٹھرے نین مورے من بھائیو تمرے سین نے تیر چلایو
زہر بتاؤ کہاں سے آیو امرت ہے تورے نینن میں
ر دوت درت رُدر بہایا رُدر کا ایک سمندر پھیلایا
گھونگھٹ لے کر گھٹ میں سمایا چھائی مندڑیا تن من میں
آپ پیا تن من میں بست ہے نحن اقرب آپ کہت ہے
دین دنا پھر کا ہے بخت ہے کن کی بانسری کانن میں
بھید یہ تمرا پاوت ناہیں اچرج ہمرا جاوت ناہیں
نین دوارے آوت ناہیں پھرت ہے کے آنگن میں

اِنّی انا کا روپ دکھاوت نین میں دل میں آوت جباوت
لا تذر رکھہ پھر نہ مٹاوت اپنے پیا قد آنن میں
آپ الست کا راگ سُنایا انت مرا آپ اُنظر کا بتایا
آپھ روپ سروپ دکھایا کلیمؑ کے میدانن میں
بنسی بجاوت سیاں مورے نین کھیئے ہیں جل کے کٹورے
آگ لگا دی ناصرؔ مورے تن تن تن تے تن من میں

ازدوست رسانم حکایت بے پوست ٭ کہ ہم ازاوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

ہے تو ہی صنم اللہ مرے اور عاشق شاہد خو بھی تو ہی
ہے کون مسمّٰی کس کا اسم ہوں میں کبھی تو ہی اور تو بھی تو ہی
ہے تو ہی ملک اور تو ہی مَلَک ہے تو ہی فلک اور تو ہی فلک
ہے تجھ سے سماک و سمک کی جھلک کو کو بھی تو ہی ہو ہو بھی تو ہی
کرتار تو ہی کردار تو ہی ہر کار کا بانی کار تو ہے
داور بھی تو ہی دادار تو ہی ہنجر بھی تو ہی جادو بھی تو ہی
ہے تو ہی چمن اور سرو چمن ہے تو ہی بہار اور تو ہی خزاں
ہے تو ہی فروغ حسن بتان کاکل بھی تو ہی گیسو بھی تو ہی
کیا لعل و زمرد ہیرا ہے ہر سنگ میں تیرا جلوہ ہے
تو حسن ازل کا دریا ہے قطرہ بھی تو ہی لُو لُو بھی تو ہی
ہے سبحہ تو ہی زنار تو ہی میگوئی چشم یار تو ہے
بیتابی عاشق زار تو ہی اور شاہد شعلہ رو بھی تو ہی
ہے مطرب خوش گفتار تو ہی ہے نغمۂ تر اور تار تو ہی
ہے نور تو ہی اور نار تو ہی اور شاہد خوش ابرو بھی تو ہی
صورت بھی تو ہی صورت گر بھی تو ہی ناسوت تو ہی جبروت تو ہی
ملکوت تو ہی لاہوت تو ہی ہر سو تو ہی یکسو بھی تو ہے

ہے دیر و حرم کا جلوہ تو ہی حق کا دھرم شالہ بھی تو ہی
ہے مشک بھی تو نافہ بھی تو صیاد بھی تو آہو بھی تو ہے

ہر شاخِ چمن پر صبح و مسا یوں مرغِ چمن ہیں نغمہ سرا
ہے غنچہ و گل میں تیری ضیا بلبل بھی تو ہی خوشبو بھی تو ہے

تو آبِ رخِ گل رویاں ہے تو خوبیٔ شانِ خوباں ہے
تو جلوہ روئے نکویاں ہے شیدا بھی تو ہی مہ رو بھی تو ہے

مشاطہ تو ہی شانہ بھی تو ہی طرہ بھی تو ہی جانانہ تو ہے
بادہ بھی تو ہی پیالہ تو ہی اور ساقیٔ دلبر خو بھی تو ہے

ناصر بھی تو ہی منصور تو ہی قیصر بھی تو مغفور تو ہے
اور جلوہ برقِ طور تو ہی اور اللہ ہو بھی تو ہے

نہ رند مشرب نہ مست و بیخود نہ طالبِ ننگ و نام ہوں میں
نہ شاہِ ملت نہ پیرِ طاعت نہ شیخِ عالی مقام ہوں میں

نہ ناز بردارِ نازنیناں نہ عاشقِ زاد مہ جبیناں
نہ جاں نثارِ رخِ حسیناں نہ روزِ فرقت کی شام ہوں میں

نہ پردہ دارِ پری رخاں ہوں نہ بیقرارِ ستمبراں ہوں
نہ دلفگارِ ستمگراں ہوں نہ حسنِ سادہ تمام ہوں میں

نہ ہوں شہیدِ نگاہِ خوباں نہ ہوں قتیلِ رخِ نکویاں
حریصِ فیضانِ مصطفےٰ ہوں غلامِ خیر الانام ہوں میں

اگر نکیرین پوچھ بیٹھے کہ کون ہے تو تو یہ کہوں گا
رسولِ اکرم ہیں میرے آقا اک اُن کا ادنیٰ غلام ہوں میں

نہ زاہدوں میں ہے نام میرا نہ عابدوں میں قیام میرا
ہے عاشقانہ کلام میرا نبی کا مستِ کلام ہوں میں

نہ مفتیوں کی قطار میں ہوں نہ صوفیوں کے شمار میں ہوں
جو ہوں تو رندانِ خوار میں ہوں نبی کا وابستہ دام ہوں میں

دکھا نہ اے مرگ آنکھ مجھ کو ڈرا نہ اے موت مجھ سے آنکھیں
قتیلِ نازِ محمدی ہوں شہیدِ عالی مقام ہوں میں

کہا کروں کب تلک فسانہ الٰہی دکھلا دے وہ زمانہ
کہ چھوڑ بیگانہ دیگانہ مقیمِ بیت الحرام ہوں میں

نہ طالبِ عظمت و کرامت نہ عاشقِ ننگ و نام و عزت
غرض یہ ہوں مستِ شرابِ وحدت رفیقِ صہبا و جام ہوں میں

میں گو ہوں بدنامِ عشق و الفت میں گو ہوں رسوائے دین و ملت
میں گو ہوں مستِ مئے محبت یہ مرجعِ خاص و عام ہوں میں

غزل دیگر

ہوں بہت حیران و مضطر یا محمد الغیاث / ہے مرا احوال ابتر یا محمد الغیاث
میرے رہبر میرے سرور یا محمد الغیاث / رحم گستر بندہ پرور یا محمد الغیاث
الغیاث اے صبح رحمت شام ظلمت الغیاث / مہر سیما ماہ پیکر یا محمد الغیاث
رحمت عام خدا دریائے فیض کبریا / اے دیار دیں کے داور یا محمد الغیاث
کیوں نہ میری آرزوئیں سب بر آئیں مومنو / ہے سدا میری زباں پر یا محمد الغیاث
لے رہا ہے تیرا شوق دید دل میں چٹکیاں / جلد دکھلا روئے انور یا محمد الغیاث

ہو ترے صدقہ سے ناصر کو شہا وہ دل نصیب
آئے کہتا تیرے در پر یا محمد الغیاث

غزل دیگر

خطائیں ہم سے ہوئی ہیں بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ / گذاری عصیاں میں عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نہ خوف دوزخ نہ یاد باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ / یہ خود سری یہ خود اختیاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
کبھی نہ کی صدق سے عبادت نہ خاص اخلاص سے اطاعت / بھری ہے رگ رگ میں سو شرارت الٰہی توبہ الٰہی توبہ
تو چھوڑ سب یار و آشنا کو بس اپنے دل میں بسا خدا کو / زباں پہ رکھ دیکھ اس خدا کو الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نہ ہوگا بدخواہ تیرا ہمدم وہ بھاگتا ہی رہیگا پیہم / جو لب پہ ناصر ہو تیرے ہر دم الٰہی توبہ الٰہی توبہ

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

از خواجہ

انعامات ربانی کا اظہار تشکر

ہر شے میں نہاں ہے تو خدایا / ہر شے سے عیاں ہے تو خدایا
ہر شکل میں ہر لباس میں تو / ہر رنگ میں بو و باس میں تو
ہے وہم و گمان سمجھ سے تو دور / نورٌ فی النور نور فی النور

وہ اوجِ عروج کا ستارا
فخرِ عالم نبی ہمارا

دانائے راہِ کل کا مولا
سرور بہتر خلیفۃ اللہ

اس کا مجھے اُمتی بنایا
چشتی اور قادری بنایا

فیضانِ احمد کیا میرا نام
خواجہ سخنوری میں گل فام

اولادِ انبیا میں شامل
ہوکر ہوا ذرّہ بدرِ کامل

سرخیل خزرجی مدّنی انصار
ہم حیدری ہوں سلسلہ وار

تنویر ھرات پیرِ کابل
ملتان صوبہ ھند کا گل

تاریخ فرشتہ اور ملتان
توصیف میں انکی گوہر افشان

یکتے رزم و بزم میں گنائے
حاکم ۔ عالم ۔ شجاع نامی

والد میرے شاہ ناصر اسلام
با فضل و کمال شیخ الاسلام

ہادی اور حق کے وہ ولی تھے
نام ان کا محمد اور شفیع ہے

مجھ کو دے تین پاک فرزند
مہر و مہتر و مشتری سے دلبند

عمران، رضوان، چھوٹا عفان
خوش حال شکیل شمع دوران

انجنیئر و آرٹسٹ و کپتان
ہیں بحری جہاز میں بصد شان

حسنات میں دلہنیں ہیں معمور
اولاد ہے سب کی گود میں بھرپور

ان کا مجھ کو پدر سا بنایا
ہم چشموں میں نام ور بنایا

دُختر بھی ہیں تین شاد و آباد
داماد بھی چشم ترتم حساد

مجموعۂ اتحاد و خوبی
دو زوجہ نجیب تر عطا کی

سرمایۂ ناز عزیزہ خاتون
دوچند اُن سے صحیفہ خاتون

حُورانِ جناں کی ہیں یہ سردار
لاریب خواہروں میں انوار

رضوان کا نونہال عمران
اکرام و کمال لطفِ یزدان

جنت کا پھول یا کہ غلمان
گہوارۂ شان و شوکت و جان

لطفی فرزند ہے وہ میرا
روشن ہو جہاں میں جوں سویرا

چشمِ بد دور عجب عطا ہے
ناصر کا چمن کھلا ہوا ہے

سب مثلِ بہار بے خزاں ہوں
مال و اقبال کامران ہوں

ایسا نوری ہو ان کا تن من
آمین - آمین ہزار آمین
سب اہل و عیال عزیز و احباب
ساماں و مکان دے کر خوشتر
جو میں نے طلب کیا خدایا
ہر عضو زبان شکریہ ہے
حرمین کی زیارتیں کرائی
چشم بد دُور فضل مولیٰ
خوابوں میں بلا بجھے عظمت و شان
دربار — ملائکہ — صحابہ
اصحابِ کبار و آلِ اطہر
مسجد میں کرسی پر شہ دین
سر پر میرے دستِ پاک رکھا
مجھ سے تشتی اور دی اجازت
شمشیر اک بہترین عطا کی
غوثِ پاک اولیا کبّار
بی رابعہ بصری زبدۃ الطرد
اے صلے علی و پاک سبحان
الطاف و کرم کا کیا ٹھکانا
حضرت بی عائشہ کا دیدار

نام اسلاف کر دیں ہے روشن
از شکر گزار خواجہ مسکین
رحمت کی نہروں نعمتوں سے سیراب
رکھا ہم کو بنا کے خوشتر
اس سے کہیں ہوا ہے پایا
دنیا بھی خُلد کا مزا ہے
سب مرقد ہائے اولیا کے
صدقہ ہے طفیلِ خواجگان کا
دکھلایا رسولِ خدا کو ہر آن
تختِ رَف رَف براق عجیبہ
جبریل امین فرشتہ دیگر
ہو جیسے فلک پہ ماہِ پروین
پھر اونچی دعاؤں سے نوازا
آیتہ الکرسی بہر شفقت
بہبود و فلاح کی دعا دی
مجھ کو دکھلایا سب کا دیدار
اور آمنہؓ، سودہؓ، انسؓ و مرقد
میں پاک بشارتوں کے قربان
جب چاہے نواز دے زمانہ
تجھ میں ہوا گہر ہوا گہربار

گوہر

ختم خواجگان

زمانۂ قدیم سے خواجگان چشتیہ مشایخ عظام میں روزانہ پڑھنے کا معمول چلا آتا ہے حل نہ ہونے والی کٹھن مشکلوں اور لاعلاج مرضوں اور بدبختی کے گھٹا ٹوپ سیاہیوں اور ہلاکت و بربادی و تباہی اور بلاؤں کی آمد کے آثار و اسباب کے دفعیہ اور منجدھار میں ڈوبتی کشتیوں اور تاروہ قدموں اور ناداری وغیرہ مصیبتوں و لاچاریوں اور دشمنان جان ستان کے یلغاروں میں فتح مند بناتی اور پوشیدہ کرتی ان کی آنکھ کی ایذا سے بچاتی ہے۔

اس کا طریقہ

مقصد تو ایک نشست میں پورا پڑھنا اور بحضور قلب دعا و مناجات کرنا ہے۔ کم از کم سات صالحین ہوں ورنہ زیادہ چاہے جس قدر ہوں سب مل کر خلوص دل سے ایک نشست میں توجہ دل سے پڑھیں جلدی نہ کریں ایک سو دس املی کے بیج یا چھوٹے بادام یا سنگریزہ وغیرہ لے لیں ان میں سے دس شمار کیلئے ایک طرف رکھ لیں۔ سنو! پر سب ایک ساتھ یہ اسماء وغیرہ مرقومہ ذیل پڑھیں۔ اور آخیر میں سب اپنے اپنے مقاصد کی دعا کریں۔ ایک صاحب یہ دعا اور مناجات باواز بلند ذوق و شوق میں پڑھیں اور سامعین "آمین" (نرم آواز سے) کہیں۔

ترتیب و ترکیب دعا

اول سورۃ فاتحہ صرف سات مرتبہ پڑھ کر درود نجات سو بار۔ پھر سورۃ الم نشرح سو بار۔ سورہ اخلاص ہزار بار۔ پھر درود شریف مذکورہ سو بار۔ پھر یہ اسماء الحسنیٰ سو سو بار پڑھیں۔

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ۔ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ۔ یَا فَتَّاحُ۔ یَا وَهَّابُ۔ یَا بَاسِطُ۔ یَا رَزَّاقُ۔ یَا وَاسِعُ۔ یَا مُعِزُّ یَا رَافِعُ۔ یَا مُنْعِمُ۔ یَا مُغْنِیْ۔ یَا حَافِظُ۔ یَا حَفِیْظُ۔ یَا مَحْفُوْظُ یَا نَاصِرُ۔ یَا نَصِیْرُ۔ یَا سَلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ۔ اَللّٰهُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ۔ اَللّٰهُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ۔ اَللّٰهُمَّ سَهِّلِ الْمُشْکِلَاتِ۔ اَللّٰهُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

پھر سب پانی پر دم کریں اور اسے پیئں اور سینے پر دم کریں۔ مریض کو پلائیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔

درود نجات مقبول دعا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ
الْاَحْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ
وَتُطَھِّرُنَا بِھَا جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ
اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ
فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

درود شفا شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ
سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ طَبِیْبِ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا
وَعَافِیَتِہِ الْاَجْسَامِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مشہور و مقبول سلام میلاد شریف

پہنچے وہ رسول اللہ
الہ الا اللہ
ہنے کیا ہوا اہلِ صفا
الہ الا اللہ
پہنچے وہ نورِ قدم
الہ الا اللہ
ق کے رہبر آپہنچے
الہ الا اللہ
ش ہو گئے کون مکاں
لہ الا اللہ
وش پر ہے عشق کا شد
الہ الا اللہ
دی کی ہوائیں چلتی ہیں
لہ الا اللہ
کھٹکا دل میں نہیں
الہ الا اللہ
ہے گردوں سے یہ صدا
لہ الا اللہ
ن کوثر بہرِ خدا
الہ الا اللہ
زرا سے مہر بدا
الہ الا اللہ
سے ہو حبیبِ جانِ جدا

صل اللہ سبحان اللہ
لا الٰہ الا اللہ
آپہنچے محبوبِ خدا
لا الٰہ الا اللہ
شانِ تجلی شمعِ حرم
لا الٰہ الا اللہ
حق کے پیمبر آپہنچے
لا الٰہ الا اللہ
شمعِ حرم ہے نور فشاں
لا الٰہ الا اللہ
زور کا ہے حسن کا زور
لا الٰہ الا اللہ
مشعلیں حق کی جلتی ہیں
لا الٰہ الا اللہ
دور ہوئے اندوہ و غمیں
لا الٰہ الا اللہ
کہتے ہیں سب مرغان ہوا
لا الٰہ الا اللہ
آج تو ایسا جام پلا
لا الٰہ الا اللہ
بادۂ عرفان مجھکو پلا
لا الٰہ الا اللہ
ہمکو ملے فردوس میں جا

خیر الخلق نبی اللہ
لا الٰہ الا اللہ
یعنی ہو چکے ہیں پیدا
لا الٰہ الا اللہ
روحِ معظم شاہِ امم
لا الٰہ الا اللہ
شافعِ محشر آپہنچے
لا الٰہ الا اللہ
بزمِ طرب میں شاہ شہاں
لا الٰہ الا اللہ
بولتی ہے شاخ پہ چکور
لا الٰہ الا اللہ
حسرتیں دل کی نکلتی ہیں
لا الٰہ الا اللہ
رحمتِ عالم حامیِ دین
لا الٰہ الا اللہ
سنتے ہیں شاہ و گدا
لا الٰہ الا اللہ
اُٹھ جا پردۂ شرم و حیا
لا الٰہ الا اللہ
میں بھی ہوں اک خادم تیرا
لا الٰہ الا اللہ
لوٹیں ہم قربت کا مزا

شاہ ہدا شیئاً للہ
آمنا برسول اللہ
شافعِ حق شاہِ بطحا
لا الٰہ الا اللہ
ہم پہ نگاہِ لطف و کرم
آمنا برسول اللہ
ساقیِ کوثر آپہنچے
آمنا برسول اللہ
کہتے ہیں سارے پیر و جواں
آمنا برسول اللہ
چاند کا نقشہ ہے کچھ اور
آمنا برسول اللہ
خوشیاں پہلو بدلتی ہیں
آمنا برسول اللہ
فرش پہ آگئے عرش نشین
آمنا برسول اللہ
ملکے کہو سب بہرِ خدا
آمنا برسول اللہ
رند کہیں میخانہ میں آ
آمنا برسول اللہ
مجکو بھی شانِ حسن دکھا
آمنا برسول اللہ
تیری اے محبوبِ خدا

لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
جب ہنگام رحلت ہو	ہاتھ میں آپکا دامن ہو	وادی ایمن مدفن ہو	گلشن جنت مسکن ہو
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
جنت کی جب سیر کریں	ہم بھی سب ہمراہ چلیں	حوض کوثر پر آئیں	ہاتھ سے آپکے جام پئیں
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
میرے مخلص اور غمخوار	آپ پر ہیں سو جان سے نثار	دیکھو تو اے جان وقار	کہتے ہیں سارے بیکار
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
رب دو عالم رب عباد	سب کی تو برلاتا ہے مراد	میرے اہل وعیال کو شاد	رکھیو تو تا یوم المیعاد
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
بخش مرے ماں باپ کو بھی	اور مرے احباب کو بھی	اہل کرم اصحاب کو بھی	اہل وفا ارباب کو بھی
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
جو اس بزم میں شامل ہو	اس پر رحمت نازل ہو	جس گھر میں یہ محفل ہو	برکت ایزد داخل ہو
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله
داور کل اے رب علا	صدقہ ذات محمد کا	جاری رہے تا روز جزا	سلسلہ فیض ناصر کا
لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	امنا برسول الله